باہتمام: الحفیظ فاؤنڈیشن، اورنگ آباد، مہاراشٹرا، الہند

۱۲

نومولود
کے
احکام ومسائل

ترجمہ:- مبصر الرحمن قاسمی

نومولود کے احکام ومسائل

مرتب

الشیخ محمد محمود السیلاوی

مترجم

مبصر الرحمن قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام وبعد !

عزیز قاری ! اولاد کی نعمت ایک عظیم نعمت ہے، جس پر بندے کو اللہ رب العزت کا شکر بجالانا ضروری ہے، جو شکر کرتا ہے اللہ تعالی اس کے شکر کی قدر فرماتے ہیں، شکر یہی ہے کہ بندہ؛اللہ تعالی نے جو اولاد عطا کی ہے اس کے تئیں اللہ تعالی کے بتائے گئے احکامات کا لحاظ رکھے، اس رسالے میں نومولود سے متعلق شرعی احکام اور مسائل کو بڑے اختصار کے ساتھ بیان کیا گیاہے، یہ مختصر مفید رسالہ کویت کی ہیلپنگ فنڈ سوسائٹی کی جانب سے عربی زبان میں شائع ہوااور مفت تقسیم کیا گیا،رسالہ کی اہمیت کے پیش نظر راقم الحروف نے اسے اردو کا جامہ پہنایا، اللہ تعالی کی ذات سے امید ہے کہ اس مختصر رسالے سے اردو قارئین کو فائدہ ہوگا۔

۱- نومولود کی مبارکباد دینا

نومولود کے والدین، رشتہ دار اور اقاریب کو مبارکباد دینا مستحب ہے، اللہ تعالی نے اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان الفاظ میں خوش خبری دی :

"فبشرناه بغلم حليم"(الصافات:101)

"پس ہم نے انھیں ایک بردبار بچے کی بشارت دی"۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے ایک مجلسی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو ایک شخص نے اسے ان الفاظ سے مبارکباد دی کہ تجھے شہ سوار بیٹا مبارک ہو، اس پر حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا تجھے کیا معلوم کہ وہ شہ سوار ہو گا؟ ممکن ہے وہ بڑھی یا درزی ہو، اس شخص نے عرض کیا: پھر میں کن کلمات سے مبارکباد کہوں؟ انھوں نے کہا: یہ کلمات کہو:

"شكرتَ الواهِبَ ، وبُورِكَ لكَ فِي المَوهُوبِ، وَبلَغَ أَشُدَّهُ ، وَرُزِقت برَّهُ"

تو عطا کرنے والے کا شکر کرے، عطا کردہ بچے میں تیرے لیے برکت ہو، یہ اپنی جوانی کو پہنچے اور تجھے اس کا حسن سلوک نصیب ہو (ورد بسند صحيح عن الحسين رضي اللّه عنه)

ایوب سختیانی رحمہ اللہ جب کسی نومولود کی ولادت پر مبارکباد دیتے تو یہ کلمات کہتے:

"جَعَلَهُ اللّهُ مُبَارَكاً عَلَيكَ وَعَلى أُمَّةِ مُحَمّدٍ صَلّى اللّهُ عَليهِ وَسَلّم"

"اللہ تعالی اسے تیرے لیے اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خیر و برکت کا ذریعہ بنائے"

۲-نومولود کے کان میں اذان دینا

نومولود کے کان میں اذان دینا سنت ہے، ابورافع سے مروی ہے وہ کہتے ہیں:

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ، أذن فى أذن الحسن حين ولدته فاطمة "

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب حضرت حسن کی فاطمہ کے ہاں پیدا ہوئی تو آپ نے حضرت حسن کے کان میں اذان دی"

(رواه أحمد وأبو داود والترمذي وحسنه الألباني في الإرواء)

جہاں تک دوسرے کان میں اقامت کہنے کے سلسلے احادیث ملتی ہیں ان کے سلسلے میں محدثین کہاہے کہ وہ غیر صحیح ہیں۔

۳۔نومولود کو گھٹی دینااوراس کے لیے خیر وبرکت کی دعاء کرنا

نومولود کی ولادت کے بعد بچے کو گھٹی دینااوراس کے لیے دعاء کرناسنت اور مستحب عمل ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہابیان کرتی ہیں:

"أن رسول اللہ صلى الله عليه وسلم كان يؤتى بالصبيان فيبرك عليهم ويحنكهم " (رواه مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس(نومولود) بچے لائے جاتے توآپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے برکت کی دعاء کرتے اورانھیں گھٹی دیتے تھے۔

بخاری ومسلم میں مروی ہے کہ حضرت اسماءبنت ابوبکر بیان کرتی ہیں کہ جب انھوں نے عبداللہ بن زبیر کو جنم دیاتووہ انھیں لے کرآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اورانھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور

منگوائی، اسے چبایا، پھر بچے کے منہ میں لعاب ڈالا، چنانچہ سب سے پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب تھا، بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کھجور کی گھٹی دی اور ان کے لیے برکت کی دعا دی۔ (بخاری ومسلم)

۴۔ نومولود کا عقیقہ کرنا

تمام محدثین، فقہاء امت اور جمہور اہل سنت کے نزدیک عقیقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مع الغلام عقيقة فأهريقو عنه دما وأميطوا عنه الأذى" (رواه البخاري معلقا وغيره)

"ہر بچے کے ساتھ عقیقہ ہے، تو اس کی طرف سے خون بہاو (عقیقہ کرو) اور اس سے میل کچیل دور کرو (یعنی سر کے بال مونڈدو) "

سمرہ بن جندب سے مرفوعا روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"كل غلام رهينة بعقيقته ، تذبح عنه يوم سابعه، ويحلق ويسمى" (أخرجه أبو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه)

"ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہے، ساتویں دن اس کی طرف سے (جانور) ذبح کیا، اس کا (بچہ کا) سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"يعق عن الغلام شاتان متكافئتان وعن الجارية شاة" (رواه أحمد وأبوداودوالترمذي والنسائي وصححه الألباني)

"لڑکے کی طرف سے دو ہم مثل بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کی طرف سے ساتویں دن دو بکریاں ذبح کی اور ان دونوں کا نام رکھا، اور ان دونوں کے سر سے میل کچیل دور کرنے (سر منڈوانے) کا حکم دیا، وہ فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے نام سے ذبح کرو اور کہو:

"بسم الله اللهم منك وإليك ، هذه عقيقة فلان"

فرماتی ہیں: جاہلیت میں لوگ عقیقہ کے جانور کے خون کو ایک کپڑے میں بھگوتے تھے اور بچے کا سر منڈانے کے بعد اسے اس کے سر پر رکھا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی جگہ خوشبو بچے کے سر پر رکھنے کا حکم دیا "

(رواه البيهقي في الكبرى وعبد الرزاق في المصنف ورواه ابن ماجه وأحمد مختصرا وسنده حسن)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کی طرف سے ایک ایک مینڈھا عقیقہ کیا (رواہ أبو داود والنسائي) یہ الفاظ ابو داود کے ہیں۔

لیکن نسائی کے الفاظ اس طرح ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کی طرف سے دو دو مینڈھے عقیقہ کیے۔

یعنی دو مینڈھوں کا ذکر ہے۔ (شیخ البانی نے نسائی کے ان الفاظ کو صحیح کہا ہے۔)

یہ شریعت کا اصول بھی ہے کہ اللہ تعالی نے مرد وعورت میں ایک دوسرے کو فضیلت دی ہے، عورت کو مرد کے مقابلے میراث، دیات، گواہی وشہادت وغیرہ

میں نصف حصہ رکھا ہے لہذا عقیقے میں بھی یہی فرق رکھا ہے، لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری پیدائش کے ساتویں دن اگر آسان ہو تو ذبح کی جائے، اگر ساتویں دن ممکن نہ ہو تو چودھویں دن اور تب بھی ممکن نہ ہو تو 21 ویں دن ذبح کی جائے۔

وقت کی تعیین کے سلسلے میں حضرت بریدہ اور حضرت عائشہ سے روایات منقول ہیں لیکن یہ مستحب ہے، پیدائش کے چوتھے، آٹھویں، دسویں یا کسی اور دن بھی عقیقہ کیا جاسکتا ہے۔

البتہ ساتویں دن عقیقہ کرنے کی حکمت کو شاہ ولی اللہ دہلوی نے اس طرح بیان کیا ہے: ساتویں دن کو اس لیے مخصوص کیا گیا ہے کیونکہ ولادت کے بعد ساتویں دن تک گھر کے افراد بچے اور بچے کی ماں کی مصروفیت سے فارغ ہو جاتے ہیں، ان دنوں میں وہ لوگ اس کام کو انجام دینے سے قاصر رہتے ہیں، اسی طرح بسا اوقات کوئی انسان پہلے ہی دن بکری کا نظم کرنے پر طاقت نہیں رکھ سکتا، لہذا ساتواں اہل بیت کے لیے سارے انتظامات کرنے کے لیے مناسب ہے۔

ابن سیرین رحمہ اللہ کے بقول: عقیقہ کے گوشت کو جیسا چاہو استعمال کرو، دریافت کیا گیا وہ کیسے؟ کیا پورا خود ہی کھالیا جائے؟ فرمایا: کھائیں بھی اور کھلائیں بھی۔

کیاذبح کریں نریامادہ؟

اس سلسلے میں صریح حدیث وارد ہے،ام کرز الکعبیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیاتو آپ نے فرمایا:

"نعم ، عن الغلام شاتان وعن الأنثى واحدة ، لا يضركم ذكرانا كن أم اناثا"
(رواه أحمد وأبوداود وصححه الألباني)

"ہاں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری بکریوں کا مذکر ومونث ہوناتمہارے لیے نقصان دہ نہیں"۔

جمہور علماء کے مطابق عقیقہ میں ان تمام آٹھ نوع کے جانوروں کو ذبح کرنا جائز ہے جنھیں قربانی میں ذبح کیاجاتاہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا کہناہے: عقیقہ ایک واجب سنت ہے، لہذا عقیقہ کے جانور میں بھی عیوب کے سلسلے میں وہی شرائط ہیں جو قربانی کے جانوروں کے لیے ہیں۔

۵-نومولود کے سر کے بال مونڈوانا

بچے کی ولادت کے ساتویں دن بچے کے بال مونڈناایک مستحب عمل ہے۔اس سلسلے میں متعدد احادیث وارد ہیں:

سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”مع الغلام عقيقة فأهريقوا عنه دما، وأميطوا عنه الأذى“

” بچے کے ساتھ عقیقہ ہے، لہذا اس کی طرف سے خون بہاو اور اس سے میل کچیل دور کرو (یعنی سر منڈاو)“ - **(رواه البخاري معلقا مجزوما به، وأحمد وأبوداود وغيرهما)**

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری عقیقہ کی اور فرمایا:

"يا فاطمة احلقي رأسه وتصدقي بزنة شعره فضة فوزناه فكان وزنه درهما أو بعض درهم"

" اے فاطمہ ! اس کا سر منڈواو اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو، پھر انھوں نے اس کا وزن کیا تو اس کا وزن درہم یا درہم کا کچھ حصہ ہوا"

(رواه الترمذي والحاكم ، وصححه الألباني في صحيح الجامع)

نو مولود کے بال کتروانے کے سلسلے میں جمہور فقہاء کے نزدیک شرعی حکم یہی ہے کہ ساتویں دن نو مولود کے بال کتروا کر ان بالوں کے وزن کی چاندی صدقہ کرنا مستحب ہے۔

حضرت ابورافع کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت حسن کی ولادت ہوئی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

"احلقي رأسه وتصدقي بوزن شعره فضة على المساكين والأوفاض "

"اس کا سر منڈواو اور اس کے بالوں کے وزن کی چاندی مساکین اور فقراء کو صدقہ کرو۔

٦- ختنہ کرنا

نومولود کی ختنہ کرانا ایک سنت عمل ہے،اس سلسلے میں حضرت ابوہرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث ملتی ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"الفطرة خمس : الختان، والاستحداد، وقص الشارب، وتقليم الأظافر ونتف الإبط"

" پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں: ختنہ کرانا، زیر ناف بال مونڈنا، بغلوں کے بال اکھاڑنا، مونچھیں کم کرنا اور ناخن تراشنا" (متفق عليه)

حضرت قتادہ الرہاوی سے ایک روایت مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی مسلمان ہوتا تو اسے ختنہ کرانے کا حکم دیتے تھے۔ (رواه الطبراني وصححه الألباني في صحيح الجامع)

ختنہ کروانے کی عمر کیا ہے؟:

اس سلسلے میں علماء نے بلوغت سے پہلے تک ختنہ کرنے کی اجازت دی ہے، اور بلوغت کے قریب کے وقت ختنہ کرنے کو افضل و مستحب بتایا ہے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی کیا عمر تھی؟ انھوں نے کہا : "أنا يومئذ مختون ، قال : وكانوا لايختنون الرجل حتى يدرك"

اس وقت میری ختنہ ہو چکی تھی، (اور اس زمانے میں صحابہ) اس وقت تک آدمی کی ختنہ نہیں کرواتے تھے جب تک کہ وہ بلوغت کے قریب نہ پہنچ جاتا"۔ (صحيح بخاري)

۷-نومولود کا نام رکھنا

یہ مستحب ہے کہ بچے کی پیدائش کے ساتویں دن اس کا اچھا نام رکھا جائے، کیونکہ ساتویں دن تک ماں باپ کو یا بچے کے دیگر سرپرست حضرات کو نام پر غور و فکر کرنے

کا موقع مل جاتا ہے، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"كل غلام رهينة بعقيقته، تذبح عنه يوم سابعه ويحلق ويسمى"

"ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی ہے، ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے، اس کا سر مونڈھا جائے اور اس کا نام رکھا جائے" (رواه أهل السنن وصححه الألباني في الإرواء)

البتہ پہلے دن یا ساتویں دن تک کسی بھی دن رکھا جاسکتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"ولد لي الليلة غلام فسميته باسم أبي إبراهيم" (رواه مسلم)

"رات میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا میں نے اس کا نام میرے والد ابراہیم کے نام پر رکھا"۔

والد کے لیے ضروری ہے کہ بچے کا اچھے سے اچھا نام تجویز کرے، بعض نام رکھنا مستحب ہے جیسے:

١- حدیث ہے: "افضل الأسماء عبد الله وعبد الرحمن وأصدقها حارث وهمام " (أبوداود والنسائي وصححه الألباني)

" سب سے افضل نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہے اور وفاشعار نام حارث اور ہمام ہے"

اور حدیث میں ہے:"تسموا باسمي ولا تكنوا بكنيتي "

"میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو" (متفق عليه)

٢- نیک باپ کے نام پر نام رکھنا: حدیث میں ہے:

"ولد لي الليلة غلام فسميته باسم أبي إبراهيم" (رواه مسلم)
"رات میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا میں نے اس کا نام میرے والد ابراہیم کے نام پر رکھا"۔

۳-انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کے نام پر نام رکھنا:

ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: میرے ہاں ایک لڑا پیدا ہوا، میں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا، پھر اسے کھجور کی گھٹی دی اور اس کے لیے برکت کی دعا دی اور میرے سپرد فرمایا، ابو موسی رضی اللہ عنہ کے یہ سب سے بڑے بیٹے تھے۔ (رواہ البخاري)

مسلم میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب نجران گیا تو انھوں نے مجھ سے سوال کیا کہ تم یہ آیت:

"يا أخت هارون" (مريم: ٢٨)

تلاوت کرتے ہو، جب کہ موسی علیہ السلام کا زمانہ عیسی علیہ السلام سے بہت پہلے کا ہے، پھر جب میں رسول اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إنهم كانوا يسمون بأنبيائهم و الصالحين قبلهم "
"بیشک وہ لوگ اپنے انبیاء اور اپنے سے پہلے کے نیک لوگوں کے ناموں پر نام رکھتے تھے۔"

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے علماء کا کہنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھنا جائزہے اور اس کے جواز پر علماء کا اجماع ہے، اسی طرح صحابہ وتابعین، تبع تابعین، محدثین، علماء کرام، شہداء اور امت کے نیک افراد کے ناموں پر نام رکھنا جائز ہے۔

الأحكام الفقهية للمولود

اعداد

الشيخ محمد محمود السيلاوي